این میری شمل کی کتاب
“And Muhammad is His Messenger”
کا تجزیاتی مطالعہ

افتخار عالم☆

عطاءالرحمٰن☆☆

این میری شمل ایک حقیقت پسند جرمن مستشرقہ تھی۔اس نے ڈاکٹریٹ کی دوڈ گریاں حاصل کر رکھی تھیں؛ ایک ۱۹۴۱ء میں ’’قرون وسطی میں مصر میں خلیفہ اور قاضی کا منصب ‘‘ کے عنوان سے اور دوسری ۱۹۵۴ء میں ’’تاریخِ مذاہب‘‘ کے موضوع پر ۔اس نے کئی یونیورسٹیز میں اسلامیات، عربی، اسلامی تاریخ و ثقافت کی استاد کے طور پر فرائض انجام دیئے۔اور دنیا کی نامور جامعات سے کئی اعزازت اور اعزازی ڈگریاں حاصل کیں۔این میری شمل نے اسلام، تصوف اور اقبال پر بہت کام کیا۔

یہ کتاب "*And Muhammad Is His Messenger* "این میری شمل نے ۱۹۸۵ میں لکھی۔اس کو یونیورسٹی آف نارتھ کیرولینا پریس سے شائع کیا گیا۔ یہ کتاب ۳۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں درج ذیل بارہ باب ہیں:

۱۔ سیرت نگاری اور (محمد ﷺ کی) سوانح حیات کا بیان	۲۔ محمد ﷺ، ایک بہترین نمونہ
۳۔ محمد ﷺ کی منفرد حیثیت	۴۔ معجزات نبوی ﷺ
۵۔ محمد ﷺ، شافع (للمذنبین)	۶۔ محمد ﷺ کے اسمائے گرامی
۷۔ محمد ﷺ کا نُور اور صوفیانہ روایات	۸۔ میلاد النبی ﷺ کا تہوار
۹۔ معراج النبی ﷺ	۱۰۔ پیغمبر محمد ﷺ کی شان میں شاعری

☆پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا

☆☆اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

۱۱۔ سنت نبوی ﷺ اور محمد ﷺ کی زندگی کی نئی تشریح ۱۲۔ پیغمبر محمد ﷺ محمد اقبال کی نظر میں

ان میں سے چند اہم ترین ابواب کا تجزیاتی مطالعہ پیش ہے۔

سیرت نگاری اور محمد (ﷺ) کی سوانح حیات

اس باب میں این میری شمل نبی ﷺ کی ولادت باسعادت اور اس موقع پر رونما ہونے والے معجزات کا سرسری جائزہ لیتی ہے۔ نیز وہ محمد ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی سیرت مختلف حوالوں سے پیش کرتی ہے اور صحابہ کرام کے والہانہ پن اور ان کی عظمت کا بھی سرسری مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر مستشرقین مثلاً آرتھر جیفری، منٹگمری واٹ وغیرہ کی کتب کے حوالے سے بھی محمد ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ این میری شمل یہاں پہ سیرتِ طیبہ سے اس قدر متاثر نظر آتی ہے کہ وہ یہاں کئی مستشرقین کے اعتراضات کو بھی بے جا گردانتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ لکھتی ہے کہ مغربی سکالرز اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی وحی کے ذرائع کون سے تھے اور یہ کہ قرآن میں موسیٰؑ، عیسیٰؑ، یوسفؑ اور سلیمانؑ جیسی شخصیات کا ذکر کیوں ہوا ہے حالانکہ ان انبیاء کرام کا تعلق یہودی اور عیسائی روایات سے ہے۔ یہ اور اس جیسے کئی سوالات کا جواب وہ اس طرح دیتی ہے:

> "The means of rational science will never suffice to unveil the secrets of the personality of this man, and we will never be able to establish, by analysis, which Erlebnisse moved his soul until he finally reached the certainity after painful struggle that God had elected him to be a warner and messenger."(۱)

> (استدلالی سائنس کے ذرائع اس شخصیت کے اسرار سے پردہ اٹھانے کے لیے کافی نہ ہیں۔ ہم یہ تجزیہ نہیں کر سکتے کہ آپ ﷺ کی روح کو کس چیز سے مہمیز ملی جس کے ذریعے سے آپ ﷺ ایک تکلیف دہ جدوجہد کے بعد ایمان وایقان کی دولت سے بہرہ مند ہوئے اور اللہ نے انسانیت کو شعور اور آگاہی بخشنے کے لیے آپ ﷺ کا انتخاب کیا۔)

☆ وحی کا اللہ کی طرف سے ہونا تقریباً تمام مذاہب مانتے ہیں، اگر قرآنِ کریم کی تعلیمات اور اس کلامِ پاک کی فصاحت وبلاغت پر غور کیا جائے تو بندہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَلاَ یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيرًا(۲)

(یہ قرآن میں غور نہیں کرتے ؟اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔)

کئی غیر مسلم سکالرز ایسے ہیں جو آپ ﷺ کی منفرد اور عالمگیر حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں، جیسا کہ چند ایک کے خیالات کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مغربی مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "The Hundred" میں دنیا کے ان سو عظیم ترین آدمیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دنیا کی تشکیل میں بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے حضرت محمد ﷺ کو سب سے پہلے شمار پر رکھا ہے۔ مصنف ایک عیسائی ہو کر بھی اپنے دلائل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ پورے نسل انسانی میں سیّد البشر کہلوانے کے لائق ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

"He was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels."(۳)

(آپ تاریخ میں واحد شخصیت تھے جو مذہبی اور دنیاوی، ہر دو سطح پر بے حد کامیاب رہے۔)

تھامس کارلائیل (1795-1881) نے 1840ء کے مشہور دروس (لیکچرز) میں کہا:

"میں محمد سے محبت کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی طبیعت میں نام ونمود اور ریا کا شائبہ تک نہ تھا۔ ہم انہی صفات کے بدلے میں آپ کی خدمت میں ہدیہ اخلاص پیش کرتے ہیں"(۴)

جرمنی کا مشہور ادیب شاعر اور ڈرامہ نگار "گوئٹے" حضور کا مداح اور عاشق تھا۔اپنی تخلیق "دیوانِ مغربی" میں گوئٹے نے حضور اقدس کی بارگاہ میں جگہ جگہ محمد ﷺ کے قدموں میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔(۵)

فرانسیسی محقق ڈی لمرٹائن نے اپنی کتاب "تاریخِ ترکی" میں انسانی عظمت کے لئے جو معیار قائم کیا اس ضمن میں وہ لکھتا ہے:

" اگر انسانی عظمت کو ناپنے کے لئے تین شرائط اہم ہیں جن میں مقصد کی بلندی، وسائل کی کمی، حیرت انگیز نتائج تو اس معیار پر جدید تاریخ کی کون سی شخصیت محمد سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔" (۶)

یہ فرانسیسی مصنف مزید لکھتا ہے:

" فلسفی، مبلغ، پیغمبر، قانون ساز، سپاہ سالار، ذہنوں کا فاتح، دانائی کے عقائد برپا کرنے والا، بت پرستی سے پاک معاشرہ تشکیل دینے والا۔ بیسیوں ریاستوں کو ایک روحانی سلطنت میں متحد کرنے والا۔۔۔ وہ محمد ہیں۔۔۔ جہاں تک انسانی عظمت کے معیار کا تعلق ہے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ ان معیاروں پر پورا اُترنے والا محمد سے بھی کوئی برتر ہو سکتا ہے؟" (۷)

اپنی کتاب کے اس باب میں این میری شمل نے رسول اللہ ﷺ کی سوانح حیات اور سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے اور اسے نہایت معتبر حوالوں سے مزین کیا ہے۔ آپ ﷺ کے خصائص پر اٹھنے والے اعتراضات کا اپنے تئیں دفاع بھی کیا ہے۔

محمد ﷺ، ایک بہترین نمونہ

باب ھذا میں این میری شمل نے محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر بحث کی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ رسول ﷺ نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ پراسرار خوبیوں کے مالک ہیں۔ جب اہلِ مکہ کی طرف سے ان کو معجزات دکھانے کا چیلنج کیا گیا تو آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"The only miracle in his life is that I've received the divine revelation in clear Arabic language."(۸)

(آپ ﷺ کی زندگی کا واحد معجزہ یہ ہے کہ میرے پاس صاف عربی زبان میں وحی آتی ہے۔) اس بات کو شمل نے سورۂ بنی اسرائیل کی درج ذیل آیت کی روشنی میں بیان کیا ہے:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (۹)

(آپ کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جن اکٹھے ہو کر بھی اس قرآن کی مثل کوئی چیز لانا چاہیں تو وہ نہیں لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔)

اس کے علاوہ این میری شمل نے کئی آیاتِ قرآنی کا حوالہ دے کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور رحمت اللعالمین ہیں۔قرآنِ کریم سے آپ ﷺ کی شخصیت کے بارے میں چند آیات پیش کرنے کے بعد وہ حدیث اور روایتِ حدیث کے بارے میں بیان کرتی ہے۔مزید برآں صحاح ستہ کا تذکرہ بھی شاملِ مضمون کرتی ہے۔وہ لکھتی ہے کہ اگناز گولڈزیہر سے لے کر مستشرقین حدیث اور مرویات کے بارے میں سخت تنقیدی نقطہ نظر رکھتے چلے آرہے ہیں۔ان کا موقف ہے کہ یہ بعد کے لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو محمد ﷺ سے منسوب کر دی گئی ہیں۔وہ گولڈزیہر کے علاوہ اینڈرائے، سپرنگر، بروکلمین، زولندیک، مارگولیتھ وغیرہ کی آراء نقل کرتی ہے اور ان کے ساتھ ساتھ وہ مسلمان علماء، محدثین اور مورخین کی کتب سے بھی رجوع کرتی ہے۔شمل کا اسلامیات کے بارے میں یہاں تک عمومی رویہ بہتر پایا گیا ہے۔دیگر مستشرقین کی طرح شمل حقیقت سے چشم پوشی اور کذب بیانی سے کام نہیں لیتی بلکہ جہاں ضرورت محسوس ہو وہ مغربی مفکرین سے اختلاف بھی کرتی ہے جس کی ایک جھلک پیش ہے:

> "Another aspect of the Prophet's biography that may appear repellent to western tastes and is correspondingly difficult to men correctly is his blending of religion and politics, of din and daula…. Muhammad's role as and statesman is according to the Muslim's conviction the very proof of Muhammad's unique role as God's Messenger, evidencing his greatness and the truth of his message. How could it happen that God, who sent him, should not grant him ultimate success and inspire him to guide his comm-unity well."(۱۰)

(پیغمبر ﷺ کے احوالِ حیات کا ایک اور پہلو جو مغربی مفکرین کے لیے نہ صرف ناقابل قبول ہے بلکہ ان کے لیے سمجھنا مشکل ہے، پیغمبر ﷺ کی زندگی میں مذہب وسیاست اور دین ودنیا کی یکتائی ہے۔ محمد ﷺ کا بطور پیغمبر اور سیاست دان کردار مسلمانوں کے نزدیک محمد ﷺ کے خدا کے پیغمبر کے ہونے اور آپ کے بے نظیر وبے مثال کردار کا بڑا واضح ثبوت ہے جو ان کے پیغام کی عظمت وسچائی کا مظہر ہے۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا جس نے اپنے

پیغمبر کو بھیجا اسے آخری اور حتمی کامیابی سے نہ نوازے اور اس کے ذریعے اس کی قوم کو صحیح طور پر رہنمائی عطا نہ کرے۔)

☆ بلاشبہ محمد ﷺ دنیا کے کامیاب ترین لیڈر تھے۔آخر ایسا کیوں نہ ہوتا۔آپ پر اللہ کے احسانات ہی بے شمار ہیں۔چند ایک کی مثال یہاں پیش کی جاتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک (۱۱)

(اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔)

یعنی دنیا میں بھی اللہ نے آپ ﷺ کے نام کا بول بالا کیا اور عزتیں اور کامیابیاں بخشیں۔ پھر مزید خوشخبریاں دیں:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۱۲)

(اور آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو عطا فرمائے گا جس سے آپ خوش ہو جائیں گے۔)

اس سے بڑھ کر حتمی کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں عزت، نیک نامی اور اپنے مقصد میں کامرانی عطا فرمائے اور آخرت میں مزید عطا کرنے کا کہے۔ کسی بھی قوم میں اس قدر ارفع مقام کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہیں ہو سکا۔آپ ﷺ کے اپنی امت پر اتنے گرانقدر احسانات ہیں کہ ان کا عوض دینا ہمارے بس میں نہیں۔ ہم تو صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رفع درجات اور بلندیٔ مراتب کے لئے اللہ سے دعاگو رہا کریں۔ سیرتِ محمدؐ دنیائے اسلام کا عالمگیر نمونہ ہے اسی کے مطالعہ سے حسن و قبح اور نیکی و بدی کا راز کھلتا ہے اور چونکہ کوئی کامل انسانی زندگی اس استیعاب اور استقصاء کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود نہیں اس لیے تمام انسانوں کے لیے یہی ایک کامل نمونہ ہے، اور ایسی ہی کامل اور بے پردہ زندگی انسانوں کے لیے قابل نمونہ ہو سکتی ہے۔ (۱۳) رسول کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ، تعلیم و ہدایت برحق اور سچی ہیں۔ یہ تعلیمات ہی اسلامی تہذیب کی جان ہیں۔ قیامت تک کے تمام انسانوں کی نجات اور فلاح رسالت محمدیؐ کی اتباع میں ہی ہے۔

محمد ﷺ کی امتیازی حیثیت

اس باب میں شمل نے دیگر انبیاء میں محمد ﷺ کی منفرد حیثیت کا مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔ اس میں ایک بحث قابل ذکر ہے۔ شمل قرآنی آیت پیش کرتی ہے "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَد مِّنْ رُّسُلِ" اس کے ساتھ ہی

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث نقل کرتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے کسی پیغمبر پر ترجیح نہ دو اور نہ کسی نبی سے میری شخصیت کا موازنہ کرو۔ لیکن معاً وہ مزید چند حوالے پیش کرتی ہے جس میں آپ ﷺ کی منفرد اور برتر حیثیت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس میں وہ ایک حدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ نویں صدی ہجری کے مورخ ابن سعد کے حوالے سے لکھتی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سیدالانبیاء(The Lord of messengers) لکھا۔ ابن قیم الجوزی نے ایک اہم اصول وضع کیا جس میں آپ ﷺ کو حضرت موسیٰؑ سے بالاتر ثابت کیا گیا:

> "The status of Prophet of Islam is doubtless superior than that of Moses: Moses fainted at the manifestation of the divine attributes in the Burning Bush, but Muhammad, during his heavenly journey could immediately speak to God without even trembling."(۱۴)

> (پیغمبرِ اسلام ﷺ کا مقام بلاشبہ حضرت موسیٰؑ سے اعلیٰ تر ہے۔ حضرت موسیٰ کوہِ طور پر اللہ کے جلوے کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے لیکن معراج کے موقع پر محمد ﷺ بغیر کسی کپکپاہٹ کے اللہ سے ہم کلام ہوئے۔)

مزید برآں وہ لکھتی ہے کہ مسلم شعراء بھی محمد ﷺ کی شان کو اعلیٰ و اولیٰ ثابت کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ انیسویں صدی کے شاعر امیر مینائی کا کلام پیش کرتی ہے کہ وہ محمد ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "God bless him and give him peace,
> The leader of Moses, the guide of Jesus!"(۱۵)

> (اللہ ان پر رحمت کرے اور سلامتی عطا فرمائے جو موسیٰؑ کا رہنما اور عیسیٰؑ کا رہبر ہے۔)

زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ شب معراج میں دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی۔ لیکن اگر معراج جسمانی ہوتا تو پھر نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کو جسمانی آنکھ سے دیکھتے لیکن قرآن و حدیث میں ذکر ہے کہ جو کچھ بھی دیکھا گیا دل سے دیکھا گیا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى(۱۶)

(دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا۔)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

رَاٰهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ (۱۷)

(آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا۔)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی O فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی (۱۸)

(پھر آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔ پھر صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔)

حتیٰ کہ تمام فاصلے یکسر ختم کر دیئے گئے، سوائے ایک فرق کے کہ وہ اللہ تعالیٰ تھا۔ خدائے لاشریک اور یہ اس کے محبوب اور رسول تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ محب اور محبوب کے درمیان تنہائی کی ملاقات میں جو باتیں ہوئیں ان کا بیان بھی نہیں فرمایا لہٰذا محب اور محبوب میں کیا کیا باتیں ہوئیں، اس کلام کی حقیقتوں کی کسی کو کچھ خبر نہیں۔

۲۔ آپ ﷺ سے قبل مبعوث کیے گئے انبیاء ورسل مخصوص اقوام یا علاقوں کے لیے تھے لیکن آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۹)

یہاں پہ آکے آپ ﷺ کی شخصیت کو منفرد مقام حاصل ہو جاتا ہے، یہ اعزاز نبی ﷺ سے قبل کسی نبی کو نصیب نہیں ہوا۔

معجزاتِ نبوی

یہ باب معجزاتِ نبوی ﷺ کے عنوان سے ہے جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ این میری شمل آنحضور ﷺ کے معجزات کی قائل ہے۔ لیکن اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے لائے ہوئے پیغام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے کبھی معجزات کا سہارا نہیں لیا۔ وہ لکھتی ہے کہ روایات کے مطابق محمد ﷺ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حق کی تصدیق کے لئے انہوں نے کبھی معجزہ دکھایا یا مستقبل میں ایسا

کوئی سہارا لیں گے ماسوائے قرآن مجید کے جو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ وہ یہی بات مسلم سکالر نجم الدین رازی سے بھی نقل کرتی ہے۔ وہ لکھتی ہے کہ خود قرآن میں ایسے اشارات موجود ہیں جو نہ صرف آپ ﷺ کی خوبیوں اور اعمالِ صالح بلکہ آپ ﷺ کی زندگی کے کچھ پراسرار واقعات عوام الناس کے درمیان آپ ﷺ کے خاص مقام کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر علامات نبی ﷺ کے مقام کو عام لوگوں سے ممیز کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر شق صدر کے واقعہ کے حوالے سے وہ قرآنی آیت بیان کرتی ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ (۲۰)

(اے نبی! کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟)

اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ محمد ﷺ کے سینے کو صاف اور شفاف بنادے تاکہ وہ الہامی پیغام کو بغیر کسی نقص کے آگے پہنچا سکیں۔ شمل کتاب 'دلائل النبوۃ' سے شق صدر کا واقعہ خود رسول ﷺ کی زبانی نقل کرتی ہے۔ وہ ابو نعیم کے حوالے سے بھی معجزات پر بات کرتی ہے۔ چاند کے ٹکڑے کرنے والے معجزے کے بارے میں وہ اینڈرائے کے حوالے سے قاضی عیاض کی دلیل نقل کرتی ہے:

> "It has not been said of any people on earth that the moon was observed on that night such that it could be stated that it was not split." (۲۱)

(دنیا میں کوئی نہیں ہے جو یہ دعویٰ کر کے بیان کر سکے کہ اُس رات دیکھا گیا چاند ٹکڑوں میں منقسم نہیں تھا۔)

اس کے بعد شمل اس معجزہ کے حق میں فرائیڈ مین کے حوالے سے بیان کرتی ہے کہ بادشاہ شکروتی فرماد نے جنوبی ہندوستان میں اس رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور جب اسے اپنے کسی معتمد سے معلوم ہوا کہ اسی رات مکہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (۲۲)

شمل نبی ﷺ کے مزید چند معجزات بھی بیان کرتی ہے۔ وہ رومی، جامی، نظامی اور شیخ سعدی کے کلام سے رسول ﷺ کے معجزات کے بارے میں پیش کرتی ہے۔ وہ چند ایک مستشرقین کی تحقیق بھی پیش

کرتی ہے۔ گولڈ زیہر کے مطابق پیغمبر ﷺ کا خواب میں آنا بہت سے مذہبی اور سیاسی تنازعات کو حل کرنے کا سبب ہے گولڈ زیہر کے ان خیالات وہ ان الفاظ میں بیان کرتی ہے:

"Such dreams play an extraordinary role in Islamic piety to this day."[۲۳]

(دورِ حاضر میں ایسے خواب اسلامی تقویٰ میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرتے ہیں۔)

☆ رسول اللہ ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں، جن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔[۲۴] جبکہ ایسے معجزات جو رونما ہونے کے بعد ختم بھی ہو چکے ہیں تو وہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

۱۔ اسراء اور معراج کا معجزہ، قرآن کریم نے اسراء کا ذکر بالکل صراحت کیساتھ کیا ہے جبکہ معراج کے بارے میں اشارہ ہی کیا ہے، لیکن بہت سی احادیث میں معراج کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

۲۔ چاند دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ، قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے اور احادیث مبارکہ میں متواتر حد تک ان معجزے کا ذکر ملتا ہے، جیسے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور علمائے کرام کا اس بارے میں اجماع ہے۔ معجزۂ شقّ القمر کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ مشرکین مکہ نے آپ کی رسالت کے اقرار میں جب چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی ضد کی، تو اس وقت آپ ﷺ نے انگلی سے چاند کو اشارہ فرمایا، اور چاند آپ کی فرمانبرداری میں دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، یہ واقعہ قران اور احادیث میں کچھ اس طرح موجود ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ O وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ O وَ كَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ O [۲۵]

(قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔ انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے۔)

اسی طرح حدیث میں بھی وارد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

ان القمر انشقّ فی زمان النبی ﷺ [۲۶]

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند درمیان میں سے شق ہو کر اس طرح دو ٹکڑے ہوا۔

۳۔ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی بہنا، سیدنا انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا اور لوگوں کو وضو کے لیے پانی نہیں مل رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کے لیے پانی لایا گیا۔

فوضع رسول اللهﷺ فی ذلک الاِناءِ یدهٗ، وَ أمرالناس انْ یتوَضَّؤُا منهُ۔
قال فرأیتُ الماءَ یَنْبُعُ مِن تحت أصابعهِ، حتی توضَّؤا من عند آخِرِهم [۲۷]

رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں ہاتھ ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں۔ سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی بہہ رہا تھا، یہاں تک کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

۴۔ جب نبی ﷺ نے منبر بنوایا اور کھجور کے تنے کو چھوڑ دیا تو وہ آپ کے فراق میں رونے لگا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

ثم نزل النبیﷺ فضمهُ الیه تَئِنُّ أنِین الصبِّیِ، الذی یُسَکَّنُ، قال:کانت تبکی علی ما کانت تسمع من الذکر عندها[۲۸]

آپ ﷺ منبر سے اترے اور اسے گلے سے لگایا۔ وہ بچے کی طرح رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے لوری دے کر چپ کرایا۔ بعدازاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔

۵۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو پتھر آپ کو سلام کیا کرتا تھا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِنّی لأعرفُ حجراً بمکة کان یُسلِّمُ علیَّ قبلَ ان ابعث،اِنِّی لأعرِفُ الآن[۲۹]

میں مکہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو نبوت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔

۶۔ ابو یعلیٰؒ سے مروی ایک حدیث میں آپ ﷺ کے تین درج ذیل معجزات کا ذکر موجود ہے:

الف۔ اونٹ کا آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے مالک کی شکایت کرنا۔

ب۔ ایک درخت کا زمین کو چیرتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آنا اور آنحضرت ﷺ کو ڈھانپ لینا۔

ج۔ ایک دیوانہ لڑکے کا علاج کرنا۔[۳۰]

چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات برحق ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہیں۔

محمد ﷺ، شافع (للمذنبین)

اس باب میں یہ بحث شامل ہے کہ محمد ﷺ جہانوں کے لیے رحمت اور اپنی امت کے لیے اللہ کے حضور شفاعت کرنے والے ہیں۔ وہ اپنی امت کے گناہگاروں کے لیے اللہ سے سفارش فرمائیں گے۔ اللہ نے محمد ﷺ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ شمل نے اس ضمن میں کئی شعراء کی اپنے اپنے انداز میں کی گئی تشریح نمونہ کے طور پر پیش کی ہے۔ خصوصاً حسانؓ بن ثابت جو کہ اولین ثناخوانِ رسولِ عربی تھے۔ پھر سندھ کے ایک صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام کی ایک جھلک بھی اس عنوان کے تحت پیش کی ہے۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے شمل بیان کرتی ہے کہ یہی بات بنیادی طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ تمام جہانوں کے لیے وہ رحمت ہیں لیکن قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس بارے میں معتزلہ کا عقیدہ بھی پیش کرتی ہے۔ این میری شمل لکھتی ہے کہ یہ مسلمانوں کا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر ایمان ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی موت آسان ہو جاتی ہے:

"It is trust in Muhammad's intercession that makes death easy for the believer."[۳۱]

یہ محمد ﷺ کی شفاعت کا یقین ہی ہے جو کہ ایک مومن کی موت کو آسان بنا دیتا ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! قیامت کے روز آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ! أَنْ لَا يَسْئَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ خَالِصاً مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ[۳۲]

(ابوہریرہ! میرا گمان یہی تھا کہ اس بارے میں تم سے پہلے مجھ سے کوئی نہ پوچھے گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم حدیث پر بہت حریص ہو۔ روزِ قیامت میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ خوش نصیب شخص وہ ہوگا جس نے خلوصِ دل سے **لَا إِلٰهَ إِلَّا الله** پڑھا ہوگا۔)

اسی ضمن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ،فَقُلْتُ:يَا رَبِّ! أَدْخِلِ الْجَنَّةَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ، فَيَدْخُلُوْنَ۔ثُمَّ أَقُوْلُ:أَدْخِلِ الْجَنَّةَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْئٍ۔[۳۳]

(قیامت کے روز میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: یارب! جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو اسے جنت میں داخل فرمادے، پس وہ داخل ہو جائیں گے۔ پھر میں عرض کروں گا: اسے بھی جنت میں داخل فرمادے جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہے۔)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ مسلمانوں کی شفاعت ضرور فرمائیں گے۔ شمل مختلف خطاطوں کی خطاطی کے نمونے بھی اپنی کتاب میں پیش کرتی ہے جس سے ان (خطاطوں) کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ وابستگی ظاہر ہوتی ہے۔

محمد ﷺ کے اسمائے گرامی

اس میں شمل نے پیغمبر ﷺ کے اسمائے گرامی کو اپنا موضوع بنایا ہے اور آپ ﷺ کے اسماء مبارک کے ساتھ مسلمانوں کی عقیدت کو بیان کیا ہے۔ وہ لکھتی ہے بعض صوفیاء کرام نے 'محمد' ﷺ کے ہر

حرف (م ح م د) سے الگ الگ مطالب اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔امام بیہقی کی کتاب 'دلائل النبوۃ' کے حوالے سے وہ یوں لکھتی ہے:

م: مجد، ح: رحمت، م: ملک یعنی بادشاہی اور د: دوام یعنی ہمیشگی۔ (۳۴)

کئی حوالوں سے اس پر بات کرتے ہوئے وہ یہ پہلو بھی سامنے لاتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے ناموں سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور اکثر اپنے بچوں کے نام ایسے رکھتے ہیں کہ جن سے ان کی اپنے پیغمبر کے ساتھ عقیدت مزید واضح ہو جاتی ہے۔مثال کے طور پر مسلمان اکثر اپنے بچوں کے نام یہ رکھتے ہیں:

"غلام محمد، غلام سرور، غلام رسول، غلام یٰسین، یار محمد، آلِ احمد حتیٰ کہ
عبدالرسول، عبدالمصطفےٰ، عبدالنبی، نور محمد، نبی بخش، رسول بخش وغیرہ۔" (۳۵)

شمل لکھتی ہے کہ اسماء النبی ﷺ کا موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس باب کو لامحدود وسعت دی جاسکتی ہے:

> "In light of these many examples of the venerated names of the Prophet, it seems fitting that we conclude this chapter which could be extended almost infinitely." (۳۶)

(پیغمبر ﷺ کے بابرکت اسمائے گرامی کی ان مثالوں کی روشنی میں یہ موزوں خیال کیا جاتا ہے کہ اس باب کا اختتام کیا جائے جسے لامحدود حد تک وسعت دی جاسکتی ہے۔)

بلاشبہ رسول ﷺ کے اسمائے گرامی میں آپ ﷺ کی پوری شخصیت بیان ہوتی ہے، مسلمان ان سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

معراج النبی ﷺ

باب ھذا میں شمل مختلف حوالوں سے معراج النبی ﷺ پر اپنا مطالعہ پیش کرتی ہے۔وہ سورۃ النجم کے حوالے سے مختلف مفکرین کی approach پیش کرتی ہے اور کئی صوفی شعراء کے کلام کے تناظر میں بھی اس کا مطالعہ کرتی ہے۔شمل واقعہ معراج کے ساتھ مسلمانوں کی جذباتی وابستگی کے متعلق بیان کرتی ہے۔اس واقعہ کے بارے میں کچھ سوالات ہیں جو معتزلہ کی سوچ کو دیگر مسلمانوں سے جدا کرتے ہیں۔شمل بیان کرتی ہے کہ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا محمد ﷺ نے معراج کا یہ سفر جسمانی طور پر کیا یا یہ ایک روحانی سفر تھا جو کہ ایک خواب کی صورت میں ہوا۔معتزلہ کا موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ معراج پر جسمانی طور پر نہیں گئے بلکہ روحانی طور پر

لے جائے گئے۔ کیونکہ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ اس رات جسمانی طور پر غائب نہیں پائے گئے۔ شمل لکھتی ہے:

"The remark of his wife Ai'sha that "his body was not missed" was countered by an increasing tendency to claim that the journey had indeed been a physical one. Certainly the Mu'tazilite school of law considered the whole event a vision and admitted only of the possibility of a spiritual journey."(۳۷)

(آپ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہؓ کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کا جسمِ اطہر غائب نہیں ہوا تھا، اسے ایک بڑھتے ہوئے رجحان کے دعوے داروں نے رد کر دیا جو کہتے ہیں کہ معراج جسمانی تھا۔ یقیناً معتزلی مکتبِ فکر کے نزدیک یہ واقعہ ایک خواب اور کشف تھا اور محض ایک روحانی سفر تھا۔)

شمل مزید بیان کرتی ہے کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا دل سے؟ اس سوال کو سورۃ النجم کے تحت زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر اہلِ تصوف اور حنبلی فکر کے لوگ قریب قریب ایک ہی موقف کے حامل ہیں۔

Not only Sufis but also the orthodox theologians, including especially the Hanbalites utilized the same argument from Sura 53 (al-Najm) to prove Muhammad's superior position… who experienced God's presence in full consciousness.(۳۸)

(نہ صرف صوفیاء بلکہ راسخ العقیدہ مسلمان، بشمول حنابل کے، بھی سورہ النجم سے یہی دلیل اخذ کرتے ہیں کہ محمد ﷺ نے پورے ہوش و حواس میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔)

اس موضوع پر مختلف حوالوں سے مطالعہ کرنے کے بعد شمل اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ یہ دیگر انبیاء پر محمد ﷺ کی برتری کا ثبوت ہے:

"In this extreme proximity, his eyes neither swerved nor was turned away."(۳۹)

(اس انتہائی صورتِ حال میں بھی نہ تو نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔)

☆ سورہ النجم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ما زاغ البصر و ما طغیٰO [۴۰]

(معراج کی رات) آسمان پر نبی کی آنکھ نے واقعات دیکھنے میں کوئی غلطی یا بے احتیاطی نہیں کی۔)

یعنی جو کچھ دیکھا بچشم جسم دیکھا ہے یہ بھی دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ خواب یا کشف کا تعلق دماغ یا دل سے ہے، نہ کہ آنکھ سے۔ اور لفظ بصر حقیقی نگاہ کے لئے آتا ہے، خواب یا دل کے دیکھنے کو بصر نہیں کہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ معراج میں حضور کا جسم غائب نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ابن حمید نے ہمیں بیان کیا کہ وہ کہتے کہ سلمہ نے محمد سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بیان کیا ہے، محمد نے کہا کہ مجھے ابو بکرؓ کی اولاد میں سے کسی نے خبر دی:

وَاللهِ مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلٰكِن عُرِجَ بِرُوحِه [۴۱]

(اللہ کی قسم (معراج میں) رسول اللہ ﷺ کا جسم غائب نہیں ہوا بلکہ آپ کی روح کے ذریعے معراج ہوئی تھی۔)

یہ روایت اصولِ حدیث کی رو سے ضعیف و مردود ہے کیونکہ اس میں راوی محمد بن حمید بن حیان متروک الحدیث ہے۔

اس میں 'بعض آل ابی بکر' راوی مجہول محض ہے، اس کا کوئی اَتا پتا معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ ایسے مجہول العین راوی کی روایت ضعیف و مردود ہوتی ہے اور یہ حجت نہیں رکھتی۔ امام زرقانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں کیونکہ:

> في متنه من العلة القادحة، وفي سنده من انقطاع وراو مجهول. وقال ابن دحية في التنوير: إنه حديث موضوع عليها، وقال في معراجه الصغير: قال إمام الشافعية أبو العباس بن سريج: هذا حديث لا يصح، وإنما وضع ردًا للحديث الصحيح۔ [۴۲]

(یہ معلول المتن ہے اور اس کی سند منقطع اور ایک راوی مجہول ہے۔ اور ابن دحیہ نے تنویر میں کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور معراج صغیر میں کہا ہے کہ امام الشافعیہ ابو

العباس بن سریج یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ معراج جسمانی کی تردید میں وضع کی گئی ہے۔)

معراج النبی ﷺ جسمانی تھا،اس کے چند دلائل پیش ہیں۔اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ O [۴۳]

(وہ کتنی پاکیزہ ہستی ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا، لے گئی تاکہ ہم اسے کچھ نشانات و عجائبات کا مشاہدہ کرائیں۔ بے شک وہ بہت ہی سننے دیکھنے والا ہے۔)

۱۔ سبحان کا لفظ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ خواب اور کشف کی طرح کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ تسبیح کا لفظ ہی امور عظیمہ کے لئے بولا جاتا ہے، اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا پھر یہ کوئی بڑائی یا عظمت کی بات نہ ہوتی۔

۲۔ اسریٰ کا لفظ بھی بیداری کی حالت پر بولا جاتا ہے جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے:

فأسر بأهلك بقطع من الليل واتبع أدبارهم ولا يلتفت منكم أحد وامضوا حيث تؤمرون۔[۴۴]

(پس آپ اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر نکل جائیں اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور پس جہاں تمہیں حکم دیا جاتا ہے چلے جاؤ ۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوتا ہے:

ولقد أوحينا إلى موسى أن أسر بعبادي فاضرب لهم طريقا في البحر يبسا لا تخاف دركا ولا تخشى۔[۴۵]

(اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا، پھر ان کے لیے دریا میں لاٹھی مار کر خشک رستہ بنا دو پھر تم کو نہ تو فرعون کے آ پکڑنے کا خوف ہو گا اور نہ غرق ہونے کا ڈر۔)

ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے:

فأسر بعبادي ليلا إنكم متبعون۔ (۴۶)

(راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل پڑو، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔)

مزید فرمایا:

وأوحينا إلى موسى أن أسر بعبادي إنكم متبعون۔ (۴۷)

(اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ کہ تمہارا پیچھا کیا جانے والا ہے۔)

درج بالا سب مقامات پر اسری کو روح اور جسد کے مجموعے پر بولا گیا ہے۔اور قاضی عیاض فرماتے ہیں:

لانه لایقال فی النوم اسریٰ۔ (۴۸)

(کہ یہ واقعہ معراج جسم کے ساتھ ہے کیونکہ اسریٰ کا لفظ خواب پر نہیں بولا جاتا۔)

۳۔ امام ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

(عبد) فان العبد عبارة عن مجموع الروح و الجسد۔ (۴۹)

عبد کہتے ہی روح مع الجسد کو ہیں۔ جس روح کے ساتھ جسم نہ ہو اسے عبد نہیں کہتے۔اس سے معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ کفار نے معراج کے جسم کے ساتھ ہونے کا ہی انکار کیا تھا ورنہ خواب کی بات کو جھٹلانے کا کوئی تک ہی نہیں تھا کیونکہ خوابوں میں کئی مرتبہ عام انسان بھی اپنے آپ کو پرواز کرتے اور آسمان پر جاتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔اس پر کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ کفار کو تعجب تو تب ہوا جب آپ نے کہا کہ میں اس جسم کے ساتھ گیا تھا۔ کفار کا یہ رد عمل ہی اس بات کی دلیل ہے کہ رسول ﷺ نے جسم کے ساتھ معراج کا دعویٰ کیا تھا۔

پیغمبر محمد ﷺ کی عقیدت میں شاعری

اس میں کئی عربی، فارسی اور اردو شعراء کے نعتیہ کلام سے مثالیں پیش کر کے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مسلم ثقافت میں آغازِ اسلام سے اب تک نعتیہ شاعری میں محمد ﷺ کی عقیدت میں کسی دور میں کمی نہیں آئی۔ مستشرقین کے لئے یہ بات حیران کن رہی ہے کہ محمد ﷺ کے پیروکار اپنے نبی کی اطاعت میں کوتاہی تو کر سکتے ہیں لیکن اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ان کی عقیدت اور جذباتی وابستگی کسی دور میں کمزور نہیں دیکھی گئی۔ مصنفہ مذکورہ اس بات کا کشادہ دلی سے اعتراف کرتی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں اس موضوع کے تحت کئی ایک عربی، فارسی اور اردو شعراء کا نعتیہ کلام بھی نمونے کے طور پر پیش کرتی ہے۔ شمل کی حقیقت پسندی کا یہ عالم ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں غیر مسلموں کے اعترافی بیانات بھی قلمبند کیے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ایک ہندو شاعر شیوپرساد کے حوالے سے وہ لکھتی ہے جس میں وہ کہتا ہے:

> "How should not men, angels and jinn praise him,
> Since God Most High Himself has praised him?" (۵۰)

(انسان، فرشتے اور جن کیوں نہ آپ ﷺ کی تعریف کریں جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کی تعریف کی ہے۔)

وہ ایسی ہی ایک اور مثال بھی پیش کرتی ہے جو کہ حیدر آباد کے ایک ہندو وزیر اعظم کے کلام سے نمونے کے طور پر اپنی کتاب میں شمل نے شامل کی ہے۔ 'سر کشن پرساد شاد' لکھتا ہے:

"کافر ہوں کہ مومن ہوں، خدا جانے میں کیا ہوں　پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ" (۵۱)

وہ لکھتی ہے کہ نعتیہ کلام میں مسلم شعراء کی عقیدت اس درجہ تک بھی پہنچ جاتی ہے کہ وہ خود کو محمد ﷺ کے دَر کا کتا کہنے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح فارسی شعراء میں زیادہ تر جامی نے استعمال کی ہے۔ بلکہ جامی تو اپنے آپ کو اس کتے سے بھی حقیر تر سمجھتا ہے۔ یہ عقیدت کی انتہا ہے جو کہ مستشرقین کو تشویش میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دیگر علاقوں کے شعراء بھی یہ اصطلاح عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہاں شمل ایک پنجابی شاعر کے کلام سے اپنے الفاظ میں مثال پیش کرتی ہے:

"I m the dog of Prophet's family. And faithfully keep watch at their door."(۵۲)

(میں کہ سگِ اہلِ بیت ہوں اور پوری وفاداری سے آپ ﷺ کے در کی پہرہ داری کرتا ہوں۔)

☆ رسول اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصارِ مدینہ کی بچیوں نے آپ ﷺ کی آمد کے موقع پر دف بجا کر ایک قصیدہ گایا جس کے درج ذیل اَشعار شہرتِ دوام پا گئے ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُعَلَيْنَـــا مِنْ ثَنِيَّـــاتِ الْودَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُعَلَيْنَا مَادَعَـــا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ (۵۳)

(ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا، جب تک اللہ کی طرف پکارنے والا پکارتا رہے گا ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ اے مبعوث نبی ﷺ! آپ ایسے اَمر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اِطاعت کی جائے گی۔)

مزید برآں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں حضرت حسانؓ کے لیے منبر رکھواتے تھے جس پر چڑھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق فخریہ یا آپ ﷺ کے دفاع میں شعر پڑھتے۔ آپ ﷺ خوش ہو کر فرماتے:

ان اللہ تعالیٰ یؤید حسان بروح القدس ما یفاخر او ینافح عن رسول اللہ۔(۵۴)

(بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ اللہ کے رسول ﷺ کے متعلق فخریہ یا دفاعیہ اشعار بیان کرتا ہے۔)

چنانچہ نبی ﷺ کی شان میں شعر کہنا یا پڑھنا آپ ﷺ کو پسند تھا۔ لیکن اس میں حد کے گزرنا کسی طور جائز نہیں ہے۔

سنت نبوی ﷺ اور محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کی نئی تعبیر

یہاں شمل نے سلسلہ نقشبندیہ کے کچھ بزرگوں کی سیاسی جدوجہد کا ذکر کیا ہے اور ۱۹۵۰ء کے بعد ترکوں کے ہاں جو کام ہوا، اس کا مطالعہ شامل ہے۔ شمل نے یہاں نقشبندی افکار، شیخ احمد سرہندی کی سیاسی جدوجہد اور اکبری شہنشاہت کے خلاف سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے وہ لکھتی ہے کہ جب مغل سلطنت ٹوٹ کر

پارہ پارہ ہو رہی تھی تو نقشبندی سلسلہ کے تین علماء نے طریقِ محمدی کو بہترین نمونہ تصور کرتے ہوئے انگریزی استعمار کے سامنے ڈٹ کر جدوجہد کا آغاز کیا۔ ان میں شیخ احمد سرہندی، مظہر جانِ جاناں اور شاہ ولی اللہ شامل تھے۔[۵۵]

محمد ﷺ کے کردار اور آپ ﷺ کی کامیابیوں کو جدید مذہبی رجحان رکھنے والے مسلمانوں کے لیے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

> "The Prophet's character and his personal achievements became central to Muslim modernist theology. His examplary qualities are sometimes colorfully depicted in anecdotal style, sometimes simply enumerated."[۵۶]

> (پیغمبر ﷺ کا کردار اور آپ ﷺ کی ذاتی کامیابیاں آج کے جدید مسلمان کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کے مثالی اوصاف کا بعض اوقات تو روایتی انداز میں بہت رنگینی سے نقشہ کھینچا جاتا ہے اور بعض اوقات سادگی سے ہی بیان کیے جاتے ہیں۔)

☆ بلاشبہ مسلمان ہی نہیں، اغیار کے لیے بھی سیرتِ طیبہ ایک بہترین طریقِ زندگی ہے۔ اس پر عمل دنیا و آخرت کی یقینی کامیابی کا باعث ہے۔ یہ آپ ﷺ کا اعلیٰ اخلاق اور زندگی کے دیگر امور کی انجام دہی میں اعلیٰ ترین اقدار کی پاسداری کا نتیجہ ہے کہ اس قدر قلیل عرصہ میں دنیا میں عظیم انقلاب بپا ہوا کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مطالعے سے اپنے پرائے سبھی اپنی کامیابی کے اصول اخذ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات مقدس کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اوصاف حمیدہ سے نوازا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے اور غیر بھی آپ ﷺ کے پاک دامن ہونے اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک ہونے کی اعلانیہ گواہی دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر لوگوں نے اسلام قبول کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اسلام دنیا میں ایک بڑی طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اسلام کے فرزندوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات مقدس پر اپنی جانیں نچھاور کیں، آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور اپنا تن من دھن اسلام کی سربلندی کے لیے قربان کر

دیا۔ چنانچہ دورِ حاضر میں تمام مسائل کا حل سیرت پر عمل کرنے میں مخفی ہے۔ مسلم امہ اگر سیرت کو اپنا لے تو درپیش چیلنجز خود بخود ختم ہو جائیں۔ اور مسلمہ امہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کر لے گی۔

پیغمبر محمد ﷺ، محمد اقبال کی نظر میں

اس باب میں شمل نے پیغمبرِ اسلام ﷺ کی ہمہ گیر شخصیت کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے تناظر میں پیش کیا ہے اور علامہ اقبال کی شاعری سے بہت ساری مثالیں پیش کی ہیں۔ اقبالؒ مسلم برصغیر کے ایک روحانی اور فلسفی شاعر مانے جاتے ہیں۔ شمل بیان کرتی ہے کہ اقبالؒ نے محمد ﷺ کی عقیدت کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کی تصانیف میں صوفیانہ اور فلسفیانہ رنگ نمایاں ہے۔ ان کی کتاب 'جاوید نامہ' سے ایک مصرعہ کے بارے میں شمل لکھتی ہے:

> "Description by Iqbal culminates in the daring remark (which tells of poet's own mi'raj):"You can deny God , but you cannot deny the Prophet."[۵۷]
>
> (اقبالؒ کا یہ مصرعہ شاعر کی ذاتی معراج ہے کہ " آپ اللہ کا انکار تو کر سکتے ہیں لیکن پیغمبر ﷺ کا انکار نہیں کر سکتے۔)

☆ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے لیے اللہ رسول ﷺ پر برابر ایمان لانا از حد ضروری ہے۔ اس میں سے اگر ایک کے انکار کی بھی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کا پہلا رکن ہی توحید اور رسالت پر ایمان لانا ہے۔ لہٰذا بحیثیتِ مسلم میرا اس عبارت سے کھلا اختلاف ہے۔ اللہ ہمارا خالق و مالک و رازق ہے۔ اس کا انکار قطعی طور پہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ کا انکار کر کے ہم کہیں کے نہیں رہیں گے اور محمد ﷺ ہمارے پیغمبر و رہبر ہیں، ان کے انکار کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور پیغمبر ﷺ کی شخصیت لازم و ملزوم ہیں۔

☆ مصنفہ نے بارہ ابواب مکمل کر لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ننانوے اسمائے گرامی کی فہرست پیش کی ہے۔ ان اسمائے گرامی میں سے جو قرآن میں ذکر ہوئے ہیں ان کے آگے سورۃ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

نتیجۂ بحث

این میری شمل نے اپنی اس کتاب میں سیرت النبی ﷺ کو بہت منفرد اسلوب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس نے ایسے موضوعات پہ قلم اٹھایا ہے کہ اس سے قبل تقریباً کسی مستشرق نے اس انداز میں ان پر بحث

نہیں کی۔خاص بات یہ ہے کہ مصنفہ مذکورہ نے محمدﷺ کی عالمگیر شخصیت، ان کی تعلیمات کے معاشرے پر مثبت اثرات کا اعتراف کیا ہے جو کہ بیشتر مستشرقین کے ہاں نہیں پایا جاتا۔فاضل مصنفہ نے ہر باب پر ہر ممکن بحث کی ہے۔ اور ہر موضوع کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے ہر پہلو سے حاصل کردہ معلومات پیش کی ہیں۔بلکہ جن مسائل پر مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے،اس بارے میں ہر گروہ کا موقف پیش کیا گیا ہے۔کام بہت محنت اور تن دہی سے کیا گیا ہے۔خاص بات یہ ہے کہ بیشتر مستشرقین کی طرح اس نے تعصب، جانبداری اور بد دیانتی سے حتی المقدور گریز کیا ہے جو کہ ایک اچھی روایت ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصنفہ مذکورہ تصوف اور شعر و سخن میں غیر معمولی دلچسپی رکھتی ہے۔اس نے جابجا اشعار اور صوفیاء کرام کے اقوال سے اپنے کام کو خوب مزین کیا ہے۔پہلے باب میں سیرت کی اصل کتب سے مواد پیش کیا ہے۔اپنے کام میں زیادہ تر مصادرِ اصلیہ کی بجائے صوفیا کرام کے اشعار اور ان کی حکایات سے کام لیا ہے۔ترجیحی بنیادوں پر مولانا جلال الدین رومی، حلاج اور دیگر صوفی بزرگوں کی باتوں کو شامل کیا ہے۔مصنفہ اگر مصادرِ اصلیہ سے استفادہ کرتی تو یقیناً کسی نتیجے پر پہنچتی۔اس کتاب کے تجزیاتی مطالعہ سے مصنفہ کے اندازِ تحریر اور اس کے اسلوبِ بیاں سے آشنائی ہوئی ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ جو بات ہمارے سامنے آئی ہے،وہ یہ ہے کہ مصنفہ کا اسلوب یہ ہے کہ کسی نکتہ کو واضح کرنے کے لیے اس پر دستیاب آراء کو اکٹھا کر کے پیش کر دیا جائے اور اس پر خود کوئی موٗقف اختیار کرنے یا نتیجہ نکالنے سے گریز کیا جائے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اتنی بڑی سکالر کے لیے یہ بات نہایت غیر موزوں ہے کہ وہ کسی نکتہ پر مختلف آراء کو بیان کرنے کے بعد کوئی نتیجہ اخذ نہ کرے۔اسے اپنی ماہرانہ رائے ضرور دینی چاہیے تھی۔لیکن اس کے باوجود ہم نے ان کے ہر باب کے مطالعہ کے بعد ممکنہ حد تک قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے متعلق آراء پیش کی ہیں۔

حوالہ جات

1. Schimmel, Annemarie, *And Muhammad is His Messenger* (Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2008)p:17.

۲۔ النساء(۴)۸۲۔

3. Mchael H. Hart, *The 100: A Ranking of The Most Influential Persons in History* (New York, Citadel Press Book)p:1.
4. Thomas Carlyle, *On Heroes, Hero-Worship, and The Heroic in History* (London, James Fraser, 1841) p: 43.
5.Goethe, Johnn Wolfgang Von, *West-Eastern Divan* (London, MCMXIV. J.M. Dent & Sons Ltd., 1914)p:34.
6. De Lamartine, *History of Turkey* (New York, D. Appleton & Co., 1857)p: 186.
7. ibid, p: 187.
8. Schimmel, *And Muhammad is His Messenger*, p:24.

۹۔ الاسراء(۱۷)۸۸۔

10. Schimmel, *And Muhammad is His Messenger*, p:52.

۱۱۔ الانشراح(۹۴)۴۔

۱۲۔ الضحیٰ(۹۳)۵۔

۱۳۔ سیّد سلیمان ندوی، خطباتِ مدراس(لاہور، ادارہ مطبوعاتِ طلبہ، ۱۹۹۵ء)ص:۸۵۔

14. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p:62.

15. ibid, p:64.

۱۶۔ النجم((۵۳)۱۲۔

۱۷۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح(الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، ۱۴۲۱ھ)ص:۹۰، رقم الحدیث:۴۳۷۔

۱۸۔ النجم(۵۳)۸-۹۔

۱۹۔ الانبیاء(۲۱) ۱۰۷۔

۲۰۔ الانشراح(۹۴) ا۔

21. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 70

22. ibid.

23. ibid, p: 79

۲۴۔ ابن قیم الجوزی، اغاثۃ اللھفان (لاہور، محمدی پبلشنگ ہاؤس) ۲، ۶۹۱۔

۲۵۔ القمر(۵۴)ا-۳۔

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۹۹ء) ص:۶۱۱، رقم الحدیث:۳۶۳۸۔

۲۷۔ ایضاً، ص:۳۳ ، رقم الحدیث:۱۶۴۔
۲۸۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص:۶۰۲، رقم الحدیث:۳۵۸۴۔
۲۹۔ مسلم، الجامع الصحیح، ص:۱۰۰۸، رقم الحدیث:۵۹۳۹۔
۳۰۔ امام بغوی، حسین بن مسعود، شرح السنہ (بیروت، المکتب الاسلامی) ۹۳/۵۔

31. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 87.

۳۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص:۲۶، رقم الحدیث:۹۹۔
۳۳۔ ایضاً، ص: ۱۲۹۳، رقم الحدیث:۷۵۰۹۔

34. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 107.
35. ibid, p:121.
36. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 121.
37. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 161.
38. ibid, p: 163.
39. ibid.

۴۰۔ النجم (۵۳) ۱۸۔
۴۱۔ زمخشری، محمود بن عمرو، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ) ۳۱/۳۔
۴۲۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح زرقانی علی لمواہب اللدنیہ (بیروت، دار الکتب العلمیہ) ۷/۸۔
۴۳۔ الاسراء (۱۷) ۱۔
۴۴۔ الحجر (۱۵) ۶۵۔
۴۵۔ طٰہٰ (۲۰) ۷۷۔
۴۶۔ الدخان (۴۴) ۲۳۔
۴۷۔ الشعراء (۲۶) ۵۲۔
۴۸۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف الحقوق المصطفیٰ (بیروت، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۹ھ) ۱۹۱/۱۔
۴۹۔ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت، دار لکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ) ۱۳۲/۲۔

50. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 176.
51. ibid, p:193.
52. ibid, p:209.

۵۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ(بیروت، مکتبۃ المعارف)۳؍۱۹۷۔

۵۴۔ ترمذی، الجامع، ص: ۶۴۰، رقم الحدیث: ۲۸۴۶۔

55. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 218.

56. ibid, p: 232.

57. Schimmel, And Muhammad is His Messenger, p: 218.